# انجیل، حضرت محمد

# کے بارے میں کیا کہتی ہے

( قُلْ أ رَأَيْتُمْ نْ كَانَ مِنْ عِنْدِ الله وَ كَفَرْتُمْ بِہِ وَ شَہِدَ شَاهِد مِنْ بَنِى اِسْرَائِيلَ عِلٰى مِثْلِہِ فَآمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُم نَّ االله لاٰ يَہْدَىِ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ) (احقاف ۱۰)


خلاصہ

"انجیل، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتی ہے" یہ اس دلنشین اور عالمانہ تقریر کا عنوان ہے جسے اہل سنت کے جیّد عالم دین "شیخ احمد دیات" نے انگریزی زبان میں "What the Bibel says about Muhammad" کے عنوان سے خطاب فرمایا تھا۔ در حقیقت یہ تقریر شیخ احمد دیات کے ایام جوانی میں، اس بحث و مناظرہ کی روداد کا خلاصہ ہے، جسے انھوں نے دو بڑے پادریوں کے ساتھ انجام دیا تھا؛ جس ہیں موضوع بحث یہ تھا: "بائیبل میں موجود پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں"؛ اور افسوس کے ساتھ اہل کتاب ان بشارتوں کو دوسری چیزوں سے جوڑتے ہوئے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔



کلیدی الفاظ:

احمد دیدات، انجیل، عیسی مسیح، بشارت، محمد مصطفی، پیغمبر خاتم


صدر محترم! خواتین وحضرات!

میری آج کی گفتگو کا موضوع "انجیل، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے ہیں کیا کہتی ہے" یقینا آپ سب کو حیرت میں ڈال دیگا؛ کیونکہ گفتگو کرنے والا ایک مسلمان ہے؛ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان، عیسائیوں اور یہودیوں کی مقدس کتاب بائیبل میں بیان ہونے والی پیشگوئیوں وبشارتوں کی شرح وتفسیر کرے؟!

چالیس سال پہلے کی بات ہے، ایک جوان ہونے کے ناطے میں سلسلہ وار مذہبی نشستوں میں شرکت کیا کرتا تھا؛ جو شہر ڈربن(Durban) ۱ کے سلطنتی ہال(Royal Theatre) میں منعقد ہوا کرتی تھی؛ جسے عیسائیوں کے مشہور عالم عالیجناب پادری ہیتن(Rev. Hiten) صاحب خطاب کیا کرتے تھے۔

پاپ یا کسینجر؟!

محترم پادری ہیتن(Rev. Hiten)، انجیل میں بیان ہونے والی پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کے اثبات پر زور دیتے تھے کہ انجیل میں "روسی سوویت یونین" اور "آخرالزمان" کے بارے میں بھی پیشگوئیاں موجود ہیں؛ اور وہ یہاں تک آگے بڑھ گئے کہ انجیل نے حتی پاپ کے بارے میں بھی پیشگوئیوں کو نظرانداز نہیں کیا۔

انھوں نے سامعین کو یقین دلانے کے لئے، اپنے خطاب کو پھیلاتے ہوئے، انجیل کی آخری کتاب، "کتاب وحی " ( The Book of Revelatio) میں موجود "٦٦٦ ذی حیات "(Beast 666) کی پیشگوئی کو ثابت کیا کہ اس سے مراد پاپ ہیں، جو کہ زمین پر حضرت عیسی مسیح کے خلیفہ اور نمایندہ ہیں۔

البتہ ہم مسلمانوں کو کیتھولک اور پروٹسٹن کے آپسی اختلافات میں نہیں پڑنا چاہئے؛ پھر بھی یہ جاننا لطف سے خالی نہیں کہ "٦٦٦ ذی حیات "(666 Beast) پیشگوئی کے بارے میں عالم عیسائیت کی حالیہ نئی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد "ہینری کسینجر "(Henry Kissinger) ہیں ۲ ! اور عیسائی علماء نہایت چالاکی سے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیتے ہیں۔

محترم پادری ہیتن(Rev. Hiten) کے مسلسل خطاب نے میرے اندر یہ سوال جگایا کہ اگر انجیل میں اس قدر پیشگوئیاں موجود ہیں کہ یہاں تک کہ پاپ اور اسرائیل کے قیام کو بھی نظرانداز نہیں کیا ہے؛ تو یقینا عالم انسانیت کے سب سے بڑے ولی نعمت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ تو ضرور کہا ہوگا۔

ایک پرکار کم سن نوجوان ہونے کے ناطے مجھ میں یہ جذبہ شدت سے پیدا ہوا کہ جواب پانے کے لئے ایک کے بعد دوسرے پادریوں سے ملاقات کروں؛ ان کی تقریروں میں شرکت کروں؛ اس سلسلہ میں ہر کتاب، اور انجیل کی پیشگوئیوں سے متعلق ہر تفسیر کا مطالعہ کروں...۔

آج میں انہیں گفتگو میں سے ایک کو بیان کرنا چاہتا ہوں جسے میں نے ہالینڈ کے اصلاحی چرچ Dutch Reformed Charch)(کے ایک پادری کے ساتھ انجام دیا تھا۔

آخر کار تیر ہوا...

پیغمبر اسلام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جشن میلاد کی مناسبت سے ٹرانس وال(Transvaal) ۳ میں، ہیں تقریر کے لئے مدعو تھا؛اور چونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہاں کے لوگ زیادہ تر افریقی علاقائی زبان میں گفتگو کرتے ہیں لہذا میں نے سوچا کہ علاقائی زبان کے کچھ فقرے سیکھ لوں تاکہ لوگوں سے زیادہ گھل مل سکوں؛ جانے سے قبل ٹیلیفون ڈائری اٹھائی اور افریقی زبان کے چرچوں میں فون کرنا شروع کر دیا، وہاں کے پادریوں سے اپنے موضوع کے بارے میں بتایا لیکن ہر ایک نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیا؛ آخر کار تیر ہوا اں فون میرے لئے خوش قسمت ثابت ہوا؛ مجھے اپنے مقصد میں کامیابی سے بہت خوشی ہوئی۔ ون ہیرڈن(Van Heerden) نامی ایک پادری صاحب نے منظوری دے دی، اور مجھے پیر کے دن سہ پہر کے وقت اپنے گھر میں ملاقات کی دعوت دی؛ یعنی اسی روز جس دن مجھے ٹرانس وال جانا تھا۔

انھوں نے بہت ہی تپاک سے اپنے گھر کے دالان میں میرا استقبال کیا؛ انھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ کو منظور ہو تو میرے سُسر Father in law صاحب (فری اسٹیٹ کے باشندہ، سترّ سالہ معمّر) بھی ہماری گفتگو میں شریک ہونا چاہتے ہیں؛ ظاہر سی بات ہے مجھے بھی منظور تھا؛اور ہم تینوں، پادری صاحب کے کتاب خانہ میں بیٹھ گئے۔

کیوں کچھ نہیں؟

گفتگو کی ابتداء، میں نے اس سوال سے کی کہ "انجیل، محمدؐ کے بارے میں کیا کہتی ہے؟" انھوں نے فوراجواب دیا: "کچھ نہیں"؛ میں نے برجستہ پوچھا: "کیوں کچھ نہیں؟؛ آپ کے ماننے کے مطابق انجیل میں یہاں تک کہ روسی سوویت یونین، آخر زمانہ، اور روم کے کیتھولک پاپ کے بارے میں بھی بہت کچھ لکھا ہے"۔

انھوں نے کہا: "ہاں! لیکن محمد کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے"۔ پھر میں نے دہرایا: "کیوں کچھ نہیں؟! بے شک یہ عظیم شخصیت یعنی محمد، وہ ہیں جنہوں نے کروڑوں مسلمانوں کی ایک عظیم عالمی امت کی بنیاد رکھی؛ اور تمام مسلمان ان کی پیروی کرتے ہوئے حضرت عیسی کی اعجاز نما ولادت، اور حضرت عیسی کے مسیح ہونے پر، اور یہ کہ حضرت عیسی اذن خدا سے مردوں کو زندہ کرتے، اور مادر زاد اندھوں، کوڑھیوں، اور لاعلاج مریضوں کو شفا بخشتے تھے... مکمل ایمان رکھتے ہیں؛ تو یقینا اس کتاب (انجیل) میں عالم انسانیت کے اس عظیم رہنما کے لئے جس نے حضرت عیسی اور ان کی پاکیزہ ماں مریم کے سلسلہ میں اتنی خوبصورت تعلیم دی ہے، کچھ نہ کچھ تو ضرور لکھا ہوگا"۔ فری اسٹیٹ کے معمّر نے کہا: "بیٹا! میں پچاس سال سے انجیل پڑھ رہا ہوں؛ اگر ان کا نام اس میں ہوتا تو ضرور میں اس سے آگاہ ہوتا۔

نام تو کسی کا نہیں!

میں نے پوچھا: "آپ کے عقیدہ کے مطابق، کیا عیسی کے ظہور کے سلسلہ میں عہد عتیق (توریت) میں سینکڑوں بشارتیں نہیں آئی ہیں؟! پادری صاحب نے میری بات کو کاٹتے ہوئے کہا: "سینکڑوں نہیں! بلکہ ہزاروں"! میں نے کہا: "ابھی اس وقت یہ بحث نہیں کہ عہد عتیق میں حضرت عیسی کے سلسلہ میں کتنی بشارتیں آئی ہیں؛ کیونکہ آج دنیا بھر کے تمام مسلمان، ان پر عقیدہ رکھتے ہیں؛ اب چاہے توریت اور انجیل میں ان کی نبوت پر گواہی موجود ہو یا نہ ہو۔ ہم مسلمان، حضرت عیسی کو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی بدولت ہی مانتے ہیں اور آج دنیا بھر میں کروڑوں مسلمان، حضرت محمد ﷺ کے پیروکار، خداوند عالم کے اولوالعزم رسول حضرت عیسی سے محبت کرتے، اور ان کا احترام کرتے ہیں؛ اور اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کوئی عیسائی آکے انجیل سے دلیل پیش کرے۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان ہزاروں بشارتوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جس میں حضرت عیسی کا صراحت کے ساتھ نام لیا گیا ہو؟ یاد رہے کہ لفظ Messiah جس کا انگریزی ترجمہ Christ ہے، نام نہیں بلکہ لقب ہے؛ کیا کوئی ایک ایسی بشارت ہے جس میں حضرت عیسی کا نام، ان کی والدہ مریم کا نام اور آپ کے ماننے کے مطابق ان کے والد "یوسف نجار" کا نام صراحت کے ساتھ آیا ہے؟ یا یہ کہ ان کی ولادت "ہرود" نامی بادشاہ کے زمانے میں اس کی حکومت کے قلمرو میں واقع ہوگی؟ یا اس قسم کی دوسری چیز...؟ نہیں! اس قسم کی کوئی چیز نہیں ملے گی؛ اس کے باوجود کس طرح آپ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسی کے سلسلہ میں ہزاروں بشارتیں توریت میں موجود ہیں؟!

## حقیقت بشارت

پادری صاحب نے جواب دیا: "آپ جانتے ہیں کہ پیشگوئی اس واقعہ کی منظر کشی کو کہتے ہیں، جو مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے ہیں؛ اور جب وہ واقعہ ہو جاتا ہے تو تجزیہ کرکے اور پیشگوئی کے الفاظ سے تطبیق کرکے ہم کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں"۔ میں نے کہا: "تو حقیقت میں آپ کا یہ عمل ایک طرح کا استدلال، دو چیزوں کو ملا کر ان کی مطابقت کو دیکھتے ہوئے ایک طرح کی نتیجہ گیری ہے"۔ کہنے لگے: "ہاں"۔ میں نے کہا: "اگر حضرت عیسی کی ہزاروں بشارتوں کو ثابت کرنے کے لئے آپ اس طرح کا عمل اپناتے ہیں تو یہی طریقہ حضرت محمد ﷺ کے لئے اپنانے سے کیوں کتراتے ہیں؟ ٥ پادری صاحب نے اقرار کیا کہ اس مشکل کے حل کے لئے یہ طرز، معقول اور منصفانہ ہے۔

میں نے ان سے درخواست کی کہ سفر تثنیہ کی ١٨ ویں فصل کی ١٨ ویں آیت کو کھولیں؛ یہ آیت مجھے یاد تھی میں نے اس کا ترجمہ افریقی میں از بر پڑھ کے سنایا؛ اس طرح میں افریقی زبان پر بھی عبور حاصل کرنا چاہتا تھا۔

N PROFEET SAL EK VIR HULLE VERWEK UIT DIE MIDDE VAN HULLE BROERS, SOOS JY IS, EN EK SAL MY WOORDE IN SY MOND LE, EN HY (18:18SAL AAN HULLE SE ALLES WAT EK HOM BEVEEL. (Deut.

ترجمہ: "میں انکے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کروں گا جو؛ تمہارا مشابہ ہوگا؛ اور اپنے الفاظ اس کی زبان پر جاری کروں گا اور وہ میرے ہر فرمان کو پہنچادے گا"۔

موسیٰ کا مشابہ رسول

اس آیت کے افریقی زبان میں ترجمہ پڑھنے کے بعد میں نے اپنے ٹوٹے پھوٹے لہجہ کی وجہ سے معذرت خواہی عرض کی، جس پر پادری صاحب نے سراہتے ہوئے کہا کہ میرا لہجہ بھی ٹھیک تھا۔ میں نے پوچھا: "یہ بشارت کس کے سلسلہ میں ہے"؟ انھوں نے برجستہ جواب دیا: "عیسی"؛ میں نے پوچھا: "عیسی ہی کیوں؟ ان کا نام تو یہاں ذکر نہیں ہوا ہے"؟! پادری صاحب نے جواب دیا: "کیونکہ پیشگوئیاں آنے والے واقعہ کے سلسلہ میں منظر کشی کرتی ہیں تو ہمارے حساب سے اس آیت کے الفاظ بہت حد تک حضرت عیسی پر منطبق ہیں؛ دیکھئے اس آیت کا اہم ترین فقرہ یہ ہے: Soos jy is (like unto thee) (تمہارا مشابہ موسیٰ کا مشابہ) اور عیسی، موسی کے مشابہ ہیں"۔ میں نے پوچھا: "کس طرح عیسی، موسی کے مشابہ ہیں"؟ انھوں نے کہا: "پہلی بات یہ کہ موسی یہودی تھے، عیسی بھی یہودی تھے؛ دوسری بات یہ کہ موسی پیغمبر خدا تھے، عیسی بھی پیغمبر ہیں؛ لہذا عیسی، موسی کے مشابہ ہیں اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف خداوند عالم نے حضرت موسی کو پہلے سے بشارت کے طور پر آگاہ کیا؛ (Soos jy is)۔ میں نے پوچھا: "کیا ان کے علاوہ موسی اور عیسی میں اور کوئی شباہت پائی جاتی ہے"؟ پادری صاحب نے اقرار کیا کہ اور کوئی شباہت نہیں ہے؛ تو میں نے کہا: "اگر سفر تثنیہ ۱۸۱۸ میں آئی ہوئی بشارت کے مصداق کی تشخیص میں ملاک یہی ہے جو آپ نے فرمایا تو حضرت موسی کے بعد آنے والے تمام انبیاء میں یہ ملاک صادق آتا ہے؛ جیسے: داؤد، سلیمان، اشعیا، ترقیال، دانیال، ہوشع، یوئیل، زکریا، یحیی... اور بھی بہت سے انبیاء... کیونکہ وہ سارے یہودی بھی تھے اور پیغمبر بھی؛ کیوں اس بشارت کو ان انبیاء میں سے کسی ایک پر منطبق نہیں کرتے؟ صرف عیسی ہی کیوں؟ کیوں ایک کو الگ کر کے باقی سب کو چھوڑ دیں"؟ پادری صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا؛ تو میں ہی بول پڑا: "دیکھئے! میرے تجزیہ کے مطابق عیسی بہت زیادہ موسی سے مشابہ نہیں ہیں؛ اگر میں غلطی پر ہوں تو برائے کرم میری اصلاح کیجئے"۔

تین اہم فرق

میں نے اپنے استدلال کو یوں پیش کرنا شروع کیا:

"پہلا اور سب سے بڑا فرق جس کی بنا پر عیسی، موسی کے مشابہ نہیں ہو سکتے یہ ہے کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق عیسی، خدا ہیں؛ جب کہ موسی، خدا نہیں ہیں؛ درست"؟ کہنے لگے: "ہاں"۔ میں نے کہا: اس کا مطلب عیسی، موسی کے مشابہ نہیں ہیں۔

دوسرا فرق: "آپ کے عقیدہ کے مطابق عیسی، اس دنیا کے گنہگاروں کے لئے قربان ہوگئے؛ جبکہ موسی مجبور نہیں تھے کہ اس دنیا کے پست گنہگاروں کے لئے اپنی عزیز جان کو قربان کریں؛ درست"؟ انھوں نے پھر کہا: "ہاں"؛ میں نے نتیجہ نکالا: "تو عیسی، موسی کے مشابہ نہیں ہیں"۔

تیسرا فرق: "آپ کے کہنے کے مطابق عیسی تین دن کے لئے دوزخ میں گئے؛ لیکن موسی وہاں جانے پر مجبور نہیں تھے؛ صحیح کہہ رہا ہوں"؟ انھوں نے بہت ہی آہستہ اور لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں جواب دیا: "ہاں"؛ میں نے نتیجہ نکالا: "تو عیسی، موسی کے مشابہ نہیں ہیں"۔

پھر میں نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: "لیکن پادری صاحب یہ سب ثابت شدہ حقایق نہیں ہیں؛ صرف کچھ عقیدے ہیں اور بس؛ یہ سب سامنے کی چیزیں ہیں جسے ایک عام انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ پادری صاحب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ذرا کھل کے بات کروں تاکہ اگر اس طرح کے سوال، آپ کے عوام کی بھی جانب سے اٹھیں تو اسے سلجھانے میں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہے آپ کی اجازت؟" پادری صاحب نے میری درخواست پر مثبت انداز میں سر ہلا دیا۔

۱)ماں اور باپ

"موسی کے ماں باپ دونوں تھے؛ محمدؐ کے بھی ماں باپ دونوں تھے؛ جب کہ عیسی کی صرف ماں تھیں اور کوئی بشری باپ نہیں تھا۔ درست ہے؟" کہا: "ہاں"۔ میں نے نتیجہ نکالتے ہوئے افریقی علاقائی زبان میں کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

یعنی: "اس کا مطلب عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمدؐ، موسی کے مشابہ ہیں"

۲)اعجاز نما ولادت

موسی اور محمدؐ دونوں کی ولادت عام حالات کے تحت ہوئی؛ جبکہ عیسی کی ولادت ایک خاص معجزہ کے تحت واقع ہوئی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ "قدّیس متّی" کی انجیل میں صاف لکھا ہے:

".Before they came together, she was found with child by the Holy Ghost ..."

"اس سے پہلے کہ وہ دونوں (مریم و یوسف) شادی کریں، مریم روح القدس کے ذریعہ حاملہ ہو

چکی تھیں"٦

قدّیس لوقا کے الفاظ ہیں:

How shall this be, seeing i khow not man? And the Angle answered and said ..." her, the Holy Ghost shall come upon thee, and the power of the Highest shall "...overshadow thee

"جب مریم کو پاک وپاکیزہ بیٹے کی ولادت کی بشارت دی گئی، تووہ اپنے آپ سے کہنے لگیں: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ کسی مرد کا ہاتھ مجھ پر نہیں پڑا؟! اور فرشتہ نے ان کے جواب میں کہا: روح القدس تم پر نازل ہوں گے اور خدا کی قدرت تم پر سایہ فگن ہو گی..."7

قرآن کریم نے بھی حضرت عیسی کی معجز نما ولادت کی تائید کرتے ہوئے اسے اور بھی بہتر، اور خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے؛ حضرت مریم کے منطقی سوال کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے:

(وَقَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ)

"اور انھوں نے کہا: پروردگار اکیسے ممکن ہے کہ مجھے بچہ ہو سکے جبکہ کسی بشر نے مجھے مس نہیں کیا؟ ارشاد ہوا: ایسا ہی ہے خداوند عالم، جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے، جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کہہ دیتا ہے "کن" (ہو جا) تو وہ فوراً ہو جاتی ہے" (کن فیکون)۔٨

خداوند عالم اس کا محتاج نہیں ہے کہ کسی انسان یا حیوان کے رحم میں نطفہ پہنچا کر ہی کسی وجود کو جنم دے؛ خداوند عالم تو صرف ارادہ کرتا ہے اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم حضرت عیسی کی ولادت کے سلسلہ میں ٩ ۔ میں نے پھر پادری صاحب سے پوچھا: "کیا درست ہے کہ حضرت عیسی کی ولادت معجزہ کے ذریعہ اور حضرت موسی اور حضرت محمدؐ کی ولادت عام حالات کے تحت ہوئی ہے"؟ انھوں نے فخریہ انداز میں کہا: "بے شک"۔ میں نے کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمدؐ، موسی کے مشابہ ہیں"۔ خداوند عالم "سفر تثنیہ" میں حضرت موسی کو بشارت دیتا ہے: "تمہارے مشابہ" یعنی موسی کے مشابہ کی بشارت؛ اور وہ ہیں: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۳)عقد زوجیت

موسی اور محمد ﷺ نے زوجیت اختیار کی اور صاحب فرزند ہوئے جبکہ عیسی نے آخر عمر تک شادی نہیں کی؛ ٹھیک کہہ رہا ہوں؟ پادری صاحب نے کہا: "ہاں"؛ میں نے کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد، موسی کے مشابہ ہیں"۔

٤)عیسٰی کو ان کی قوم نے ٹھکرا دیا

موسی اور محمد ﷺ اپنی زندگی میں ہی اپنی قوم کی جانب سے پیغمبر کی حیثیت سے تسلیم کئے گئے؛ حالانکہ موسی کو یہودیوں کی جانب سے بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا؛ لیکن ان کی قوم نے ایک امت کے طور پر خداوند عالم کی جانب سے ان کی رسالت کا اقرار کیا؛ اسی طرح عربوں نے بھی حالانکہ محمد ﷺ کی زندگی کو غیر ممکن بنا دیا تھا؛ انہیں طرح طرح کی ایذائیں پہچائیں؛ یہاں تک کہ تیرہ سال مکہ میں تبلیغ کرنے کے بعد آخر کار اپنا وطن چھوڑنا پڑا... لیکن ان سب کے باوجود، تمام عربوں نے ان کی حیات میں ہی، انہیں خداوند عالم کی جانب سے بھیجا ہوا رسول تسلیم کر لیا؛ لیکن انجیل کے الفاظ کے مطابق:

".He came unto his own, but his own received him not"

"وہ (عیسی) اپنی قوم کی جانب آئے لیکن انہیں کسی نے تسلیم نہیں کیا"۔ ۱۰

حد تو یہ ہے کہ آج دو ہزار سال گذرنے کے بعد بھی، ان کی قوم، یعنی یہودی قوم سارے کے سارے انہیں انکار کرتے ہیں۔ درست ہے؟ پادری صاحب نے کہا: "ہاں"۔ میں نے کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد، موسی کے مشابہ ہیں"۔

۵)منفرد بادشاہت

موسیٰ اور محمد ﷺ، پیغمبر بھی تھے اور ساتھ میں بادشاہ اور حکمران بھی۔ پیغمبر سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم کی جانب سے بشریت کی ہدایت کے لئے ان پر وحی کا نزول ہوتا تھا؛ وہ جس انداز سے وحی کا حاصل کرتے اسی طرح من وعن لوگوں تک پہنچادیا کرتے تھے۔ اور بادشاہ اسے کہتے ہیں جس کے اختیار میں معاشرے کے تمام اہم فیصلے ہوں اور لوگ اس کے تابع اور فرمانبردار ہوں؛ اب چاہے وہ سر پہ تاج پہنے یا نہ پہنے؛ وہ بہرحال بادشاہ ہے؛ بے تاج بادشاہ کی منفرد بادشاہت یہی ہے؛ کیوں کہ بہرحال اگر کسی کے اختیار میں سزائے موت تک سنانے کی طاقت ہو تو یقیناوہ بادشاہ ہے۔ موسیٰ میں وہ طاقت تھی۔ وہ واقعہ تو یاد ہوگا کہ ایک یہودی نے ہفتہ کے روز لکڑیاں جمع کرکے اس قانون کی توہین کرتے ہوئے بغاوت کی تو موسیٰ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ ١١ انجیل میں بھی اس کی تفصیل ملتی ہے کہ موسیٰ نے کون کون سے جرائم کے لئے سزائے موت مقرر کی ہے۔ محمد ﷺ بھی اپنی قوم کی زندگی اور موت کے فیصلہ کا اختیار رکھتے تھے۔

انجیل میں بہت سے ایسے انبیاء کا تذکرہ موجود ہے جو صرف نبی تو تھے لیکن احکام کو نافذ کرنے کی طاقت انہیں نہیں سونپی گئی تھی؛ ایسے بہت سے انبیاء و اولیائے الٰہی، اپنی رسالت کے سلسلہ میں لوگوں کے ہٹ دھرم انکار کے مقابلہ میں بے بس تھے؛ جیسے: لوط، یونس، دانیال، عزیر، یحییٰ... وہ صرف اپنی رسالت کو ہی پہنچا سکتے ہیں؛ لیکن شریعت کے نفاذ پر قادر نہیں تھے۔ انہیں میں سے ایک خدا کے پاک و پاکیزہ رسول عیسیٰ بھی تھے۔ انجیل کی چار پہلی کتابوں میں یہ مسئلہ صاف طور سے آیا ہے؛ جب عیسیٰ کو فتنہ برپا کرنے کے الزام میں رومی حاکم پنٹیوس پیلٹ (Pontius Pilate) کے پاس کشاں کشاں لے جایا جارہا تھا، تو عیسیٰ نے اپنے دفاع میں، اور عائد الزام کے ردّ میں جو نکتہ فرمایا وہ قابل غور ہے؛ انھوں نے کہا:

"My kingdom is not for this world; if my kingdom were of this world, then would my servents fight, that I should not be delivered to the Jews; but now is my kingdom not from hence."

"میری بادشاہت اس دنیا میں نہیں ہے؛ کیونکہ اگر اس دنیا میں میری بادشاہت ہوتی تو میرے ماننے والے قیام کرتے تاکہ میں یہودیوں کے ہاتھوں گرفتار نہ ہوں؛ لیکن میری بادشاہت اس دنیا میں نہیں ہے" ١٢ ۔ عیسیٰ کی اس بات سے رومی حاکم پنٹیوس پیلٹ (Pontius Pilate) مشرک ہونے کے باوجود، مان گیا کہ واقعی عیسیٰ کے پاس کوئی خاص طاقت نہیں اور وہ حکومت کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہیں؛ لہٰذا انہیں سزا نہیں دینا چاہئے؛ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ بس ایک پیغمبر ہیں۔ کیوں پادری صاحب! صحیح کہہ رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا: "ہاں صحیح ہے"۔ میں نے کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسیٰ، موسیٰ کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد، موسیٰ کے مشابہ ہیں"۔

٦) نئی شریعت، نہیں!

موسی اور محمد ﷺ، لوگوں کے لئے نئے احکام اور نئی شریعت لے کر آئے تھے۔ موسی، بنی اسرائیل کے لئے نہ صرف "دس احکام کا مجموعہ" لائے بلکہ اپنی قوم کی ہدایت کے لئے اس زمانہ کے لحاظ سے جامع اور مکمل شریعت لیکر آئے۔ محمد ﷺ بھی ایسی قوم میں مبعوث ہوئے جو جہالت اور وحشت میں گھری ہوئی تھی؛ وہ لوگ اپنے باپ کی بیویوں سے شادی کرتے؛ بیٹیوں کو زندہ دفنا دیتے تھے؛ بت پرستی، شراب خواری، جوا، زنا ان کے روز کا مشغلہ تھا۔

گبن (Gibbon) نے اپنے مشہور مضمون (Decline and fall of the Roman Empir) میں اسلام سے قبل کے معاشرہ کی کچھ یوں منظر کشی کی ہے: روکھا اور خشک مزاج انسان؛ ہر طرح کے جذبات اور لطیف احساسات سے عاری؛ دوسرے حیوانوں سے اسے تمیز دینا بہت مشکل تھا؛ سچ تو یہ ہے کہ وہ لوگ انسان کی شکل میں حیوان ہی تھے۔

محمد ﷺ نے ان ٹھیٹ وحشیوں کو تھامس کارلیسل (Thomas Carlysle) کے بقول "علم اور روشنی کے علم بردار" بنا کر ترقی عطا کی۔ ٹھامس کارلیسل (Thomas Carlysle) کے الفاظ ہیں: "عرب معاشرہ کے لئے یہ واقعہ اندھیروں میں نور کی کرن کی طرح تھا۔ ان کے ظہور سے عرب کے صحراؤں میں پہلی بار زندگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ دنیا کے سب سے نادار، پست اور چرواہے لوگ، جنہیں کوئی گنتی میں بھی نہیں لاتا تھا، اور جو ابتدائے خلقت سے انہیں صحراؤں میں بھٹک رہے تھے... ہاں! وہی گرے ہوئے لوگ، ساری دنیا کی توجہات کا مرکز بن گئے؛ وہ ایک چھوٹا سا گروہ، عالمگیر ہو کر عظیم امت بن گیا۔ اسلام صرف ایک صدی کے اندر ہی حجاز سے، ایک طرف Granada" گراناڈا"۱۳ تو دوسری جانب دہلی تک پہنچ گیا۔ حجاز کی سرزمین، شجاعت، عظمت اور جلالت کے ذریعہ جلا پا کر، علم و عقل و فراست کا چراغ بن کر، دنیا کے بہت بڑے خطہ کو اپنی روشنی سے منور کر رہی ہے۔ درحقیقت محمد ﷺ نے اپنی قوم کو وہ شریعت اور وہ نظام عطا کیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔

لیکن عیسی کے سلسلہ میں جب یہودیوں نے ان پر فریب دینے اور ان کی تعلیمات کو بدلنے کا الزام عائد کیا، تو صفائی میں عیسی انہیں اطمینان اور بھروسہ دلا رہے تھے کہ وہ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے ہیں۔ نہ کوئی نئی شریعت، نہ کوئی نئے قوانین اور احکام...۔ انجیل میں موجود خود عیسی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے:

Think not that I am come to destroy the Law, or the Prophets: I am not come to " destroy, but to fulfill. For verily I say unto you, till heaven and earth pass, one jot ".or one tittle shall in no wise pass from the Law, till all be fulfilled

"یہ نہ سوچنا کہ میں آیا ہوں تاکہ توریت اور دیگر صحیفوں کو منسوخ کر دوں۔ میں نابود کرنے نہیں بلکہ انہیں مکمل کرنے آیا ہوں۔ یقیناً میں تمہیں کہتا ہوں کہ توریت کے احکام ایک ایک کر کے جامہ عمل پہنیں گے، اس سے پہلے کہ زمین و آسمان ختم ہو جائیں؛ شریعت (شریعت موسوی) میں سے ذرہ برابر، سوئی کی نوک کی مقدار میں بھی کمی نہیں ہونی چاہیئے"۔ ١٤

دوسرے الفاظ میں وہ کوئی شریعت اور نئے احکام نہیں لیکر آئے بلکہ گذشتہ شریعت کی تکمیل کے لئے آئے ہیں۔ یہ وہ حقیقت تھی جسے عیسی یہودیوں کو سمجھا رہے تھے؛ نہ کہ وہ یہودیوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہ رہے تھے تاکہ فی الحال وہ انہیں خدا کا بھیجا ہوا نبی مان لیں پھر اس کے بعد دھیرے دھیرے اپنی نئی شریعت ان پر تھوپ دیں؛ ہر گز! ایسا نہیں تھا۔ خدا کا رسول کبھی اتنا گھٹیا طریقہ نہیں اپناتا، جس سے خدا کا دین ہی پامال ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ موسی کی شریعت کے پیروکار تھے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے آئے تھے۔ ان کے عمل اور شریعت کی پابندی کے سلسلہ میں کسی یہودی نے ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔ یہودی عیسی کے شاگردوں پر اکثر یہ الزام لگایا کرتے تھے؛ لیکن خود ان کے بارے میں ہر گز کسی نے کچھ نہیں کہا؛ کیونکہ وہ ایک سچے یہودی کے طور پر گزشتہ تمام انبیاء کی شریعت پر عمل پیرا تھے۔

مختصر یہ کہ وہ موسی اور محمد ؐ کی طرح نہیں تھے یعنی نئے دین اور نئی شریعت کے مبلغ نہیں تھے۔ پھر میں نے پادری صاحب سے استفسار کیا: "کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں"؟ فرمایا: "ہاں"۔ میں نے نتیجہ کے طور پر کہا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد ؐ، موسی کے مشابہ ہیں"۔

7) طرز وفات

موسی اور محمد ؐ دونوں کا قدرتی طور سے اس دنیا سے انتقال ہوا؛ جبکہ عیسائی مذہب کے مطابق، عیسی نے بہت ہی دردناک انداز سے صلیب پر جان دی ہے۔ صحیح؟ پادری صاحب نے کہا: "جی ایسا ہی ہے"۔ میں بھی نتیجہ نکالتے ہوئے زور دیا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسی، موسی کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد، موسی کے مشابہ ہیں"۔

۸)فلک کی سکونت

موسیٰ اور محمد دونوں زمین میں سپرد خاک ہو کر دفن ہوئے؛ لیکن آپ کے عقیدہ کے مطابق عیسیٰ فلک پر جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ صحیح؟ کہنے لگے: "جی بالکل صحیح ہے"۔ پھر میں نے دہرایا:

DAAROM IS JESES NIE SOOS MOSES NIE, MAAR MIHUMMED IS SOOS MOSES

"اس کا مطلب ہے کہ عیسیٰ، موسیٰ کے مشابہ نہیں؛ بلکہ محمد، موسیٰ کے مشابہ ہیں"۔

اسماعیل پہلے فرزند

پادری صاحب اسی طرح میرے ایک ایک استدلال کے سامنے بے بس ہو کر اقرار کئے جا رہے تھے؛ تو میں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: "پادری صاحب اب تک جو میں نے عرض کیا ہے، اس بشارت کے صرف ایک فقرہ کی وضاحت پیش کی ہے؛ یعنی صرف یہ کہ "تمہارے مشابہ (موسیٰ کے مشابہ)" کون ہے۔ لیکن اسی بشارت کے الفاظ اور بھی ہیں جو قابل غور ہیں؛ ملاحظہ کیجئے:

"...I will raise them up a prophet from among their brethren like unto thee..."

"میں انہیں عروج عطا کروں گا؛ تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر کو..."

غور طلب فقرہ یہی ہے "تمہارے بھائیوں میں سے"۔ یہاں موسیٰ اور ان کی پوری یہودی قوم سے خطاب ہو رہا ہے؛ دیکھنا یہی ہے کہ قوم یہود کا بھائی کون ہے؛ یقیناً وہ بھی قوم یہود کے مقابلہ ہیں ایک قوم ہے جو قوم یہود کے بھائی قرار پائیں گے؛ آیئے انہیں انجیل میں تلاش کرتے ہیں۔

ابراہیم جنہیں انجیل میں "خدا کے دوست" (خلیل اللہ) کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، دو بیویاں رکھتے تھے، سارا اور ہاجر۔ ابراہیم کے پہلے فرزند (His first born) کی ولادت ہاجر کے بطن سے ہوئی؛ اس سلسلہ میں عہد عتیق کے الفاظ ہیں:

"and Abraham called his son's name which Hager bore, Ishmail ..."

اور ابراہیم نے ہاجر کے بطن سے اپنے بیٹے کا نام اسماعیل رکھا۔۱۵

"...And Abraham took Ishmael his son ..."

اور ابراہیم اپنے فرزند اسماعیل کو لیکر گئے۔١٦

انجیل میں اور بھی متعدد جگہ ابراہیم کے بڑے بیٹے اسماعیل کا تذکرہ آیا ہے۔ مثال کے طور پر: Genesis 17:25(سفر پیدایش:٢٥١٧)اور...

تیرہ سال تک اسماعیل، اپنے والد ابراہیم کے اکلوتے فرزند تھے؛ اسی زمانے میں خداوند عالم کی جانب سے ابراہیم کو ایک اور فرزند کی بشارت ہوئی، اور خداوند عالم نے سارا کے بطن سے اسحاق نامی ایک اور بیٹا عطا کیا، وہ اپنے بڑے بھائی اسماعیل سے بہت چھوٹے تھے۔

اعراب اور یہود

اگر اسماعیل اور اسحاق، ایک باپ یعنی ابراہیم کے بیٹے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا ان کی اولادیں بھی آپس میں بھائی ہونگی۔ اسحاق کی اولاد یہود اور اسماعیل کی اولاد اعراب ہیں؛ للہذا اعراب اور یہود ایک دوسرے کے بھائی ہوئے؛ اور انجیل میں بھی اس بات کی صراحت موجود ہے:

".And he (Ishmael) shall dwell in the presence of all his brethren ..."

"اور وہ (اسماعیل) اپنے تمام بھائیوں (اسحاق اور اولاد اسحاق) کے ساتھ رہتے تھے"۔١٧

".And he (Ishmael) died in the presence of all his Brethren ..."

"اور وہ (اسماعیل) اپنے تمام بھائیوں کی موجودگی میں دنیا سے انتقال کر گئے"۔١٨

اسحاق کا لقب اسرائیل تھا، اس طرح ان کی اولاد "بنی اسرائیل" کہلائی؛ اور اسماعیل کی نسل، عرب۔ اس طرح اعراب اور بنی اسرائیل بھائی بھائی ہوئے۔ اس رو سے محمد ﷺ، قوم یہود کے بھائیوں میں سے واحد نبی ہیں، کیونکہ وہ بھی اسماعیل کی نسل سے ابراہیم کے فرزند تھے۔ اس طرح انجیل میں موجود بشارتوں کا مکمل مصداق واضح ہو جاتا ہے۔ اس بشارت میں صاف لفظوں میں آیا ہے کہ بعد میں ایک پیغمبر آئے گا جو موسی کے مشابہ ہوگا جو بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ ان کے بھائیوں میں سے ہوگا؛ لہذا وہ صرف محمد ﷺ ہی ہیں جو ان کے بھائیوں میں سے پیغمبر بن کے مبعوث ہوئے۔

خدا کے الفاظ، ان کی زبان پر١٩

اسی بشارت کے اور بھی فقرے ہیں جو رسول اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر ہی منطبق ہوتے ہیں؛ اسی بشارت میں آیا ہے:

" And i will put my words into his mouth"۔"میں اپنے الفاظ اس کی زبان پر جاری کروں گا"۔

ہمیں معلوم ہے کہ آج آسمانی کتابوں میں سے قرآن کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کے لئے دعوی کیا گیا ہو کہ اس کے الفاظ من و عن خداوند عالم کے الفاظ ہیں؛ ایسے الٰہی الفاظ کے حامل قرآن کو خداوند عالم نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سلم کی زبان پر جاری کیا؛ اور اس زبان کی صداقت پر یوں گواہی بھی دی: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوىٰ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحىٰ" ۲۰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سلم اپنی مرضی سے گفتگو نہیں کرتے؛ بلکہ وہ وحی کے سوا گفتگو ہی نہیں کرتے؛ اس آیت کے روسے نہ صرف قرآن کے الفاظ وحی منزل ہیں بلکہ احادیث نبوی بھی وحی الٰہی ہیں، بس فرق اتنا ہے کہ قرآن کے عین الفاظ براہ راست خداوند عالم کی جانب سے ہیں اور حدیث نبوی، رسول خداؐ کے ذریعہ، خداوند عالم کی جانب سے ہے۔ خداوند عالم نے قرآن کے علاوہ رسول خداؐ پر اپنی جانب سے اور بھی مضامین بھیجے ہیں، جسے ہم "حدیث قدسی" کے نام سے یاد کرتے ہیں؛ جس میں متکلم خداوند عالم ہے لیکن زبان رسولؐ کی ہے۔

انجیل کی کتاب اشعیا، سورہ ۲۹ آیت ۱۲ میں ایک اور بشارت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سلم پر پہلی وحی کے نزول کی منظر کشی کی گئی ہے:

And the book is delivered to him that is not learned, saying read this, I pray thee: "
".and he saith, I am not learned

"یہ کتاب (قرآن: پڑھنے والی کتاب) اسے پیش کی جائے گی جس نے اس سے پہلے کبھی نہیں پڑھا؛ اور اس سے کہا جائے گا: پڑھو اسے؛ اور وہ کہے گا کہ میں نے کبھی نہیں پڑھا"۔ ۲۱

یہ انجیل کے الفاظ تھے؛ اور تاریخ یوں ملتا ہے کہ جب "جبل النور" پر پہلی مرتبہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی؛ تو فرشتہ وحی نے کہا: "اقرء" ۲۲ پڑھو؛ تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "ما انا بقاریٔ" میں نے کبھی نہیں پڑھا۔

ضروری وضاحت

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ جو انجیل میں آیا ہے: "I am not learned" یا یہ جو تاریخ میں ملتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "ما انا بقاریٔ" میں نے کبھی نہیں پڑھا؛ یا یہ جو قرآن میں صراحت ہے: "النبی الامی" ۲۳ تو اس میں ان کے کسی نقص کا نہیں ۲٤ بلکہ ایک طرف ان کی فضیلت کا اعلان ہو رہا ہے، کیونکہ انھوں نے اتنا عظیم علم ۲۵ کسی بشر سے نہیں سیکھا بلکہ براہ راست خداوند عالم سے حاصل کیا ہے؛ جس کی طرف خود خداوند عالم اس طرح گواہی دے رہا ہے: "عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوىٰ" ۲٦ اور دوسری طرف انہیں الفاظ سے اس حقیقت کا بھی اعلان ہو رہا ہے کہ یہ قرآن خالص خداوند عالم کی جانب سے ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ سلم نے کسی یہودی یا عیسائی یا کسی دوسرے سے سیکھ کر اسے مرتب نہیں کیا ہے؛ جس طرح کہ بعض مغربی ماہر مشرقیات نے دانستہ یا نادانستہ طور پر اظہار خیال کیا ہے۔ (از مترجم)

عذاب الٰہی سے خبر دار

پادری صاحب میری گفتگو سننے کے بعد کہنے لگے: "آپ کے دلائل تو ٹھیک ٹھاک ہیں لیکن ان سے کوئی عملی نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا؛ کیونکہ ہم عیسائی، عیسی مسیح کو خداوند عالم کا پیکر مانتے ہیں، جنھوں نے ہمیں گناہوں کی اسارت اور بندش سے چھٹکارا دلا دیا ہے"۔

میں نے تعجب سے پوچھا: "یعنی اب کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے؟!... لیکن خداوند عالم کے نزدیک ایسا نہیں ہے؛ یقیناً اسے آپ جیسوں کی خام خیالیوں کا علم تھا اسی لئے سفر تثنیہ ۱۸۱۸ میں اتنے سخت اور شدید الفاظ میں خبر دار کیا ہے:

And it shall come to pass that whosoever will not hearken unto my words which " ".he shall speak in my name, I will require it of him

وہ آئے گا تاکہ حقیقت تک پہنچے، جس نے انہیں ان سنا کر دیا اور انکی باتوں پر جو میرے نام سے ہیں، توجہ نہیں کی تو میں اس سے ان کا حساب لوں گا۔

کیا یہ آیت آپ کو نہیں جھنجھوڑتی؟! خداوند عالم عذاب سے خبر دار کر رہا ہے! ہمیں اگر کوئی ایک عام شخص دھمکا دیتا ہے تو ہمارے بدن میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے؛ جبکہ یہاں خداوند عالم عذاب کا وعدہ کر رہا ہے؛ اور آپ کے سر پہ جوں تک نہیں رینگتی؟!"۔

اعجاز کا اعجاز

سفر تثنیہ ۱۹۱۸ میں ایک اور بشارت ہے جو بالکل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر ہی منطبق ہوتی ہے؛ اور اس شدید اللحن آیت سے بھی جو ابھی میں نے پڑھی ہے؛ ان الفاظ پر غور کیجئے: he shall speak in my name"... میرے کلمات کو وہ میرے نام سے آغاز کرے گا"؛ سوال یہ ہے کہ محمد ﷺ کس کے نام سے کلام کا آغاز کرتے ہیں؟ یہ کہتے ہوئے میں نے قرآن کھولا جس میں یوسف علی کا ترجمہ بھی تھا، سورہ ۱۱٤، سورۂ ناس، قرآن کا آخری سورہ؛ سورہ کی ابتداء میں پہلی عبارت میں نے انہیں دکھائی: "بسم اللہ الرحمن الرحیم"؛ پھر تمام سوروں کی ابتداء دکھانے لگا ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰،... سب کی ابتداء میں وہی عبارت! "بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔

یہ بشارت کس کی طرف اشارہ کر رہی ہے؟ کس پر منطبق ہے یہ آیت: "... میرے کلمات کو وہ میرے نام سے آغاز کرے گا"؛ آپ نے ملاحظہ کیا کہ محمد ﷺ کس کے نام سے کلام کا آغاز کرتے ہیں "خداوند رحمن و رحیم کے نام سے"؛ ذرا غور کیجئے کہ کس طرح یہ بشارت مکمل طور سے واقع ہوئی ہے۔

قرآن کا ہر سورہ، سوائے نواں سورہ، سورۂ برائت (توبہ) "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے آغاز ہوتا ہے۔ قرآن کل کا کل اعجاز ہے؛ اور اس اعجاز کا اعجاز "بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں سمٹا ہوا ہے؛ کیونکہ آج کی زندہ حقیقت میں ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کے فیض سے دنیا کے تمام مسلمان اپنے شرعی اعمال کو

،بلکہ دوسرے روزمرہ کے عام اعمال کو بھی،اسی پاک وپاکیزہ عبارت سے آغاز کرتے ہیں؛ جبکہ عیسائی حضرات اپنے دینی اعمال کو"باپ،بیٹے،اور روح القدس"کے نام سے شروع کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ سفر تثنیہ کے ۱۸ ویں سورہ کی روسے میں مزید پندرہ دلیلیں اور آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں اور یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ ان تمام بشارتوں سے مراد محمدؐہیں نہ کہ عیسی۔

یحیی نے عیسی کو جھٹلادیا

عہد جدید میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہودی اپنے مسیحااور"موسی جیسے"؛"One like Moses"کے انتظار میں بسر کر رہے تھے؛۲۷ جبکہ عیسی اس دور میں دعوا کر رہے تھے کہ وہ یہودیوں کے مسیحاہیں؛یہودیوں نے ان کی سچائی کوپرکھنے کے لئے "الیاس"کو تلاش کرنا شروع کر دیا؛کیوں کہ ایک اور بشارت میں موجود تھا کہ مسیحا سے کچھ پہلے الیاس دوبارہ ظہور کریں گے؛عیسی نے بھی یہودیوں کے اس عقیدہ کی اس طرح تصدیق کی:

Elias truly shall first come, and restore all things. But I say unto you, that Elias ..." is come already, and they knew hom not... then the disciples understood that he ".speak unto them of John the Baptist

"وہ سچ کہہ رہے ہیں الیاس آئیں گے اور تمام امور کو درست کردیں گے؛حقیقت یہ ہے کہ وہ ظہور کر چکے ہیں اور کوئی انہیں پہچان نہیں رہاہے...اس وقت ان کے حواری سمجھ گئے کہ ان کااشارہ"یحییٰ"کی جانب ہے":۲۸

انجیل کے مطابق،یہودی ان میں سے نہیں تھے کہ جو بھی مسیحاہونے کادعوی کرے وہ اسے اتنی آسانی سے مان لیں،وہ اپنے مسیحا کو پہچاننے کے لئے سخت سے سخت اور دقیق سے دقیق کسوٹی پر پرکھنا چاہتے تھے؛لہذا اور شلیم سے یہودیوں کے بزرگوں کا وفد تحقیق کے لئے یحییٰ کے پاس آیا؛اور ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں توانھوں نے اقرار کیا کہ وہ مسیحانہیں ہیں۔(بالکل درست ہے؛کیونکہ ایک وقت میں دو مسیحاتو نہیں ہو سکتے؛اگر عیسی مسیحاتھے تو یحییٰ مسیحانہیں ہوسکتے تھے)۔پھر پوچھا:آخر آپ کون ہیں؟کیاآپ الیاس نبی ہیں؟جواب دیا:"نہیں"!

یہاں یحییٰ نے عیسی کی بات کو جھٹلادیا!عیسی کہہ رہے ہیں کہ "یحییٰ"وہی"الیاس"ہیں؛لیکن یحییٰ انکار کر رہے ہیں۔ان دونوں(عیسی ویحییٰ) میں سے کوئی نہ کوئی توضرور خدانہ خواستہ حقیقت گوئی سے کام نہیں لے رہاہے.

عیسی کی ہدایت کے مطابق یحییٰ،بنی اسرائیل کے عظیم ترین پیغمبر ہیں:

Verily I say unto you, among them that are born of women there has not risen a "
"...;greater than John the Baptist

"یقین رکھو کہ دنیامیں اب تک یحییٰ سے بزرگتر نہیں آیاہے"۔۲۹

ہم مسلمان بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خداوند عالم کے برگزیدہ عظیم الشان نبی مانتے ہیں اور حضرت عیسی بھی عظیم الشان اولواالعزم صاحب کتاب رسول کے طور پر لائق احترام ہیں۔

ہم مسلمان ہر گزان میں سے کسی کی طرف بھی جھوٹ کی نسبت نہیں دے سکتے اور عیسی اور یحییٰ کے بارے میں انجیل میں موجودان مسائل کا حل خود عیسائیوں پر چھوڑ دیتے ہیں؛ کیونکہ ان کی کتاب مقدس(بائیبل) میں،اختلافات اور تناقضات کاایک انبار ہے جسے وہ"عیسی کے مبہم کلمات"( Dark saying of Jeses) کہہ کران پر پردہ ڈال کے بات کوٹال دیتے ہیں...

آخری میزان

ہم مسلمانوں کواس حقیقت سے ہر گزانکار نہیں کہ حضرت عیسی ہی قوم یہود کے"مسیحا" تھے جس کاانگریزی میں ترجمہ"Christ"کیا جاتاہے؛اوران کے لئے عہد عتیق میں ہزاروں بشارتیں موجود ہیں؛لیکن بات یہ ہے کہ سفر تثنیہ ۱۸۱۸ کی آیت، حضرت عیسی کی طرف نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صراحت کے ساتھ بشارت دے رہی ہے؛اور ہم نے اس حقیقت کو مختلف دلائل اور قرائن سے ثابت بھی کیا۔ان بشارتوں کے مصداق کومزید پہچانے کے لئے، آخر میں ہم انصاف پسند عیسائیوں کی خدمت میں انجیل سے ہی ایک اور میزان پیش کرتے ہیں جو کسی بھی مدعی نبوت کی صداقت کوپرکھنے کے لئے یقیناکارسازہے:

"By their fruits ye shall know them. Do men gather grapes from the thorns, or figs from the thistles? Every good tree will bear good fruit and every evil tree will bear evil fruit ...By their fruits you shall know them ".

"جس طرح سے کہ درخت کواس کے پھل سے پہچاناجاتاہے،انہیں بھی ان کے اعمال سے پہچاناجاسکتاہے؛ کیاانگوراورانجیر کانٹوں سے پھل سکتے ہیں ؟ہر اچھے درخت کاثمر اچھا،اور ہر برے درخت پھل براہی ہوتاہے..."۳۰

آپ کیوں اس واضح اور روشن میزان پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم اور ان کی تعلیمات کو پرکھنے سے گھبراتے ہیں؟! آپ کو خداوند عالم کے آخری عہد (یعنی قرآن) میں حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کی تعلیم کا اعلیٰ ترین نمونہ اور ان کے نفاذ کا جامع اور مکمل نظام جو عالم بشریت کے لئے صلح وسعادت کا باعث ہے، بہت ہی روشن اور نورانی انداز میں مل جائے گا۔

"جرج برنارڈ شاؤ" کا اقرار ہے کہ: اگر اس ماڈرن دنیا میں محمد جیسا بافضیلت انسان حاکم مطلق ہو جائے، تو وہی اس دنیا کی مشکلات اور الجھتے مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے اور صلح وسعادت سے دنیا کو ہمکنار کر سکتا ہے۔

عظیم ترین رہنما

ہفتہ وار "ٹائمز" میگزین کے ١٥ جولائی ١٩٧٤ کے شمارے میں اس سوال کہ "تاریخ کا عظیم ترین رہنما کون ہے؟" کے جواب میں بہت سے محققین، دانشور، مؤرخین، یہاں تک کہ فوجی افسران اور نامور تجار جیسے صاحبان نظر کے آراء پیش کئے گئے ہیں؛ جس میں ہر ایک نے اپنی اپنی طرح اظہار خیال کیا ہے؛ کسی نے "ہٹلر" کا نام لیا، تو کسی نے "گاندھی"، "لنکن" یا "گوتم بدھ" کا نام لیا۔

لیکن امریکہ کے مشہور ماہر نفسیات "سرجولز ماسرمن" نے قضاوت کے صحیح اور مسلم معیار ومیزان پیش کرتے ہوئے کہا: ایک عظیم رہنما اسے ہی کہا جا سکتا ہے جو اپنے فرائض کو مکمل طور سے انجام دے؛ من جملہ:

١) عوام کی سعادت اور آسائش کو فراہم کرنا۔

٢) ایسا مضبوط معاشرتی نظام نافذ کرنا جس کے سایہ میں عوام امنیت محسوس کرے۔

٣) عقیدوں کی بنیادوں کو مستحکم کرنا (جو کہ اخلاق اور فضیلتوں کا سرچشمہ ہے)۔

ان معیاروں کو پیش کرنے کے بعد انھوں نے ان تین ملاک ومیزان پر تاریخ کے مشہور رہنماؤں جیسے: گاندھی، اسکندر اعظم، ہٹلر، قیصر، یہاں تک کہ گوتم بدھ، کنفیوشس اور موسیٰ وعیسیٰ کو بھی پرکھنا شروع کیا، اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ کوئی بھی رہنما مکمل طور سے اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا، یہاں تک کہ گوتم بدھ اور حضرت عیسیٰ بھی صرف تیسرے میزان پر مکمل تھے لیکن باقی پر نہیں۔ تاریخ میں صرف ایک ہی ذات ہے جو مکمل طور پر تینوں میزان پر نمایاں اور مثالی ہے، اور وہ ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور ان سے کچھ درجہ کم تر حضرت موسیٰ ہیں جو تینوں معیار پر پورے اترتے ہیں۔

خیر! ہم اپنے اس عنوان کو انجیل کے مفسر، ایک مشہور عیسائی پادری استاد "داملو" کے اس جملہ پر ختم کرتے ہیں؛ انھوں نے کہا: "ایک سچے پیغمبر کو پہچاننے کا حقیقی اور واقعی معیار، اس کے اخلاقی تعلیمات کی اعلیٰ خصوصیتیں ہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں: "تم ان کے اعمال سے انہیں پہچان لوگے"۔

حواشی:

١۔ Durban: جنوبی افریقا کا ایک بڑا اور ساحلی شہر۔

٢۔ جس طرح ابجد ہوّز کے نظام میں ہر حرف کا ایک عدد معین ہے اسی طرح انگریزی حروف کے بھی اعداد ہیں؛ جو 6 سے شروع ہوتے ہیں اور 6 کے پہاڑے کے تحت آگے بڑھتے ہیں؛ مثال کے طور پر:: A: 6، B: 12، C: 24، D: 24 اور اسی طرح... اس کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ Dr. Kissinger کا عدد 666 بنتا ہے؛ لہذا بہت سے حالیہ پروٹسٹن پادری انجیل میں موجود (Beast 666) کے مصداق کو Kissinger قرار دیتے ہیں؛ جو کہ اس صدی میں امریکہ سیاست کے بڑے تھیوریشن (Theorist) میں شمار ہوتا ہے۔

٣) Transvaal: جنوبی افریقا کی ایک ریاست۔

٤) "مسیح" عبری اور عربی لفظ ہے؛ "مسح" کا معنی ملنا، ہاتھ پھیرنا (یا متبرک تیل ملنا) مسیح کا ترجمہ انگریزی میں Christ ہے، جس کا معنی "خدا" نہیں ہے۔

٥) جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی عہد عتیق کی کتاب The Song of Solonom 16/5 میں صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے؛ عبری زبان میں یہ لفظ اس طرح آیا ہے: Mahammuddim اس لفظ کے آخر میں "im" حرف احترام کے طور پر اضافہ ہوا ہے۔ اس طرح "im" کے بغیر یہ نام Mahammudd ہوگا؛ جسے آج کی ترجمہ شدہ انجیل میں "ستایش شدہ انسان" (= محمد) ترجمہ کیا گیا ہے۔

٦) Matthew 1 :18 (انجیل متّی: ١٨١)

7) Luke 1:35 (انجیل لوقا: ١٣٤ -٣٥)

٨) آل عمران ٤٧

٩) میں نے ایک دفعہ اپنے شہر کے ایک بہت بڑے عیسائی اجتماع میں حضرت عیسی کی ولادت کے سلسلہ میں موجودہ انجیل کی آیتوں اور قرآن کی آیتوں کا موازنہ کیا اور پھر پوچھا کہ آپ اپنی بیٹی کے سلسلہ میں کون سے بیان کو زیادہ ترجیح دیں گے، انجیل کے بیان کو یا قرآنی انداز خطاب کو؟ تو سب نے عظمت قرآن کے آگے سر تسلیم کرتے ہوئے جواب دیا: قرآن ...

١٠) John 1:11 (انجیل یوحنّا: ١١١)

١١) رجوع کریں: (سفر اعداد: ٣٦١٥)

۱۲) John 18 :36(انجیل یوحنّا:۳۶۱۸)

۱۳) Granada(ہسپانیہ کا مرکزی خطہ)

۱٤) Matthew 5 :17-18(انجیل متی:۱۷۵ -۱۸)

۱۵) Genesis 16:15(سفر پیدایش:۱۵۱٦ )

۱٦) Genesis 17:23(سفر پیدایش:۲۳۱۷ )

۱۷) Genesis 16:12(سفر پیدایش:۱۲۱٦ )

۱۸) Genesis 25:18(سفر پیدایش:۱۸۲۵ )

۱۹)اس عنوان کے ذیل میں مطالب کو ہم اختصار کی بناپر اصل تقریر سے ذرا سی ترمیم کے ساتھ خلاصہ کر کے پیش کر رہے ہیں۔(مترجم)

۲۰)(نجم ۳-٤)

۲۱) Isaiah 29:12(اشعیا:۱۲۲۹)

۲۲)اقرء بسم ربک الذی خلق...(علق ۱)

۲۳)اعراف ۱۵۸ (البتہ محققین نے "امی" کا ترجمہ "ام القری مکہ کے رہنے والے" بھی کیا ہے)

۲٤)جیسا کہ بعض لوگ غلطی میں پڑ گئے اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ ان پڑھ، جاہل سمجھ بیٹھے !!

۲۵)عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انا مدینۃ العلم وعلی بابہا)

۲٦)نجم ۵

۲۷)رجوع کریں: انجیل یوحنا: ۲۵۱ -۱۹

۲۸) Matthew 17:11-13(انجیل متا:۱۷ ۱۳ -۱۱ )

۲۹) Matthew 11:11(انجیل متا:۱۱۱۱)

۳۰) Matthew 7:16-20(انجیل متا:۱٦۷۱،۲۰)